ڈاکٹر عطش دُرّانی

ادبی تحقیق کا مستقبل

Future of Literary Research

Dr. Attash Durrani, Project Director, Center of Excellence for Urdu Informations, National Language Authority, Islamabad.

Abstract:

The renowned Urdu scholar is depicting the future of literary research in this paper. He gives all the credit to Edward Saeed, Roland Barthes, Michel Foucault, Paul De Man and Jacques Derrida for this critical scholarship, leading towards the studies of philology and culture. He also points out the destination of Urdu research in the light of literary theory and this new indication. He exemplifies the need of cultural studies like Dr. Ibne Kanwal's book a Bostan-i-Khayal. He argues about the need of sociological/culture knowledge for a student of Urdu literary research.

ادبی تحقیق کے محض مخطوطات ،مسودات اور متون کی تدوین اوراد یبوں کے احوال و آثار ہونے کے بارے میں کئی کتابوں میں تفاصیل درج ہیں (دیکھیں :۱ تا ۸)۔ اب یہ تحقیق دنیا بھر میں ان مرحلوں سے نکل کر جن منازل کی طرف گامزن ہے، وہ ادبی نظریے کی بازیافت سے متعلق ہیں۔ جدید ادبی نظریے پر تحقیق، زبان اور ثقافت کے حوالے سے انجام پا رہی ہے۔ (دیکھیں: ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲)۔کم از کم انگریزی ادبیات میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ (دیکھیں: ۱۲)۔ اُردو میں بھی اس طرف توجہ دی جانے لگی ہے۔ یہ عمل دنیا بھر میں ہو رہا ہے۔ (دیکھیں: ۹، ۱۱)۔ مستقبل کی تحقیق کے کئی پہلو ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ ایڈورڈ سعید کی کتاب سے رولینڈ بارتھیس(Roland Barthes)، مائیکل فوکالٹ(Michel Foucault)، پال ڈی مین (Paul De Man) اور جیکوئیس ڈریڈا(Jacques Derrida) کی طرح عالمانہ انتقاد وجود میں آیا ہے، جو ادبی تحقیق کا مستقبل متعین کر رہا ہے۔(دیکھیں: ۱۲) ایڈورڈ سعید ادبیات کے ایک

بہت واضح اسکالر کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ وہ ادبی مطالعے کو جمالیات اور متنیت سے کہیں آگے لے جاتا ہے۔ وہ ثقافت، سیاسیات اور تاریخ کو ملحوظ رکھتا ہے۔ اسی سے جدید ادبی تحقیق کی راہیں متعین ہوتی ہیں۔(۱۱:۱۱)

یہ اسی نے کہا ہے کہ: ''اب علمِ زبان(Philology) کی طرف مراجعت ہو رہی ہے۔'' ادھر اُردو تحقیق ابھی لسانیات میں بھی داخل نہیں ہوئی۔(۴:۱۸۷) ۔اپنی کتاب کے آخر میں وہ سیاسیات اور ثقافت کے حوالے سے سماجی امور کی تحقیق پر متوجہ ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک متن الفاظ اور بیان پر مشتمل ہوتا ہے جو انسان تاریخ کے کسی دور میں بہ طورِ زبان استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس لیے تحقیق کا دائرہ کار زبان اور ثقافت ہیں۔(۱۱: ۱۰)ادبی مقاصد میں ہونے والی یہ تبدیلی اب ایک عالمی عمل ہے۔(۱۱: ۷)

ادبی تحقیق تاثراتی حوالوں سے کہیں زیادہ اب لسانی پہلو کی طرف منتقل ہو رہی ہے اور وہ بھی بہ قول ایڈورڈ سعید: ''الفاظ اور بیان کو علمِ زبان کے حوالے سے پہلے بہ طور مصنف دیکھنا ہے، جن کے نزدیک لکھنا فیصلے کرنے کا کام ہے۔ یہ فیصلے ہی جمالیاتی تخلیق کرتے ہیں اور تصوراتی دنیا وجود میں لاتے ہیں۔'' گویا وہ اثباتیت کے فلسفے کی تائید کرتا ہے اور تحقیق کو اسی فلسفے کے تحت لاتا ہے۔(۱۱:۱۲)

پال ڈی مین نے بھی Return to Philology (1986) میں یہی کہا تھا کہ متن کا مطالعہ بیانیہ ساخت کا مطالعہ کرنا ہے جسے انسانی تجربے یا تاریخ کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ ڈی مین نے جمالیاتی اقدار اور لسانیاتی ساخت کے مابین تعلق ڈھونڈنے کے لیے کہا تھا۔ اس کے لیے ادبی تحقیق سے کام لیا جا سکتا ہے۔(۱۱: ۱۲،۱۳)

یہی وجہ ہے کہ ادبی تحقیق کاروں کو اب ایسے تکنیکی، خشک اور سخت موضوعات کی طرف آنا چاہیے۔ روایتی علمیت اور ساختیات و مابعد ساختیات کے ادبی نظریات بھی اب گردِ راہ ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر 1980ء کے بعد سے علمِ زبان ہی دوبارہ تحقیق کا موضوع بن رہا ہے۔(دیکھیں: ۱۷)

جیرالڈ گراف کے بہ قول ''انیسویں صدی کا علمِ زبان پھر زندہ ہو رہا ہے''۔ اب ایسے نقادوں کے لیے ایک سوال ابھر آیا ہے جو یہ سمجھتے تھے کہ ''ادب کو انسانی تناظر میں دیکھنا

چاہیے۔ اس کے ساتھ ان کے لیے بھی ایک نیا چیلنج درپیش ہے جو ادبی زبان کا مطالعہ سائنسی طریقِ تحقیق سے کرنا چاہتے ہیں۔ بیسویں صدی کے شروع میں پہلے گروہ کو برتری حاصل تھی اور اب اکیسویں صدی کے آغاز میں تنقید سائنس کی طرف توجہ مبذول ہو رہی ہے، یعنی اب شاعری کا مطالعہ بھی تکنیکی اور سائنسی انداز میں کیا جائے۔'' (۱۱: ۱۳) ڈریڈا کا کہنا بھی یہی ہے کہ: ''تنقید کو اپنی بنیادیں علمِ زبان پر رکھنی چاہئیں۔'' (۱۱: ۹)

اس وقت دنیا میں صرف ایک ہی یونیورسٹی اس جانب رہ نمائی کر رہی ہے۔ ''سنی سٹینفرڈ یونیورسٹی''، ادبی تحقیق کے لیے علمِ زبان کو مرکز بنائے ہوئے ہے۔ یہ سرگرمی لسانیات سے ابھری ہے جو ایک وقت حاضر زبان کے اظہار کا مطالعہ کر رہی تھی۔ لسانیات کو ''علوم کی ملکہ'' قرار دیا جا رہا تھا لیکن تاریخ کے حوالے سے لسانیات کو اب ایک طرف رکھ کر ادبی تحقیق کو سائنسی تحقیق کے مقابلے میں لانے کے لیے کوشش ہو رہی ہے تا کہ ادبی محقق میں جو کمی محسوس ہو رہی ہے اسے دور کیا جا سکے۔ ادبی محقق اپنے طریقِ تحقیق میں بے حد کمزور نظر آتا ہے اور معاصر جائزے (Peer Review) کے نہ ہونے سے مار کھاتا ہے۔ اس کی پیمائشیں موضوعی اور کمزور ہوتی ہیں۔ چناں چہ معروضی پیمائشوں کے لیے اسے علمِ زبان (Philology) ہی کا سہارا لینا پڑے گا، جو مصنف کے ذہن اور ادبی دنیا کے حوالے سے تخلیق کا ایک پہلو ہے۔ الفاظ کو سمجھنے کے لیے ذہن اور دنیا کو سمجھنا ہوگا۔ یہاں ہمیں سماجی، ثقافتی پہلو کا مطالعہ شامل کرنا پڑتا ہے۔

لسانی مطالعہ چوں کہ تاریخ اور ثقافت کے حوالے سے کیا جاتا ہے، اس لیے لامحالہ ادبی تحقیق کو سماجی پہلو سے بھی آگے بڑھنا ہوتا ہے۔ یعنی بشریات کی ذیل میں علمِ ثقافت یا ثقافتی مطالعے کی طرف۔ ادبی تحقیق کا مستقبل علمِ زبان کے راستے ایسے ہی سماجی مطالعے کی منزل میں پوشیدہ ہے۔

اس وقت علمی دنیا میں ایک سوال بہت ابھر کر سامنے آ رہا ہے کہ کیا ادبی تحقیق کے لیے موضوعات ختم ہو گئے ہیں؟ تحقیق کار یا تو نقل در نقل چل رہے ہیں یا پھر ان کے پاس کوئی تحقیقی مسئلہ موجود نہیں۔ اس سوال کے پیدا ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہر اگلی تحقیق سابقہ تحقیق میں پیدا ہونے والے سوالات سے جنم لیتی ہے لیکن یہاں ادبی تحقیق کا ہر موضوع دوسرے سے منفرد، جدا اور مختلف ہوتا ہے، اس لیے دراصل وہ کوئی موضوع ہی نہیں ہوتا۔ ہارٹ مین اور نتنگ نے اس کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (دیکھیں: ۱۱)

اردو میں تو اور بھی بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں تنقیدی نظریات تو بڑے شدومد کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں لیکن کوئی ادبی نظریہ تحقیق کی بنیاد نہیں بنتا۔ چناں چہ دنیا بھر میں ادبی تحقیق نے جہاں علمِ زبان کا سہارا لیا ہے وہیں موضوع کی تلاش میں ''ثقافت'' کو مرکز ٹھہرایا ہے جو سماجی مطالعے کا ایک بڑا اہم پہلو ہے۔ (دیکھیں: ۹) تمام تحقیقی فرضیے اسی کے گرد وضع ہوں اور تمام نتائج اسی کا حوالہ دیں تو ادبی تحقیق کا ''موضوع'' ابھر سکتا ہے۔ اُردو تحقیق کو بھی اپنے تحقیقی موضوع کا دائرہ کار متعین کرنا ہے۔ اُردو تحقیق کی منزل اور راستہ اب یہی ہے۔

ثقافتی، سماجی مطالعے کا پہلو تاریخی بھی ہو سکتا ہے، معاصرانہ بھی اور مستقبل کے امکانات بھی۔ متن پر تحقیق کے یہ تمام پہلو قابلِ توجہ ہیں جب کہ اُردو تحقیق ابھی تک ماضی میں گم ہے۔ اسے مستقبل پر بھی کام کرنا ہے۔

احوال و آثار، تدوینِ متن، اصنافِ ادب یا دیگر ایسے تحقیقی موضوعات ہیں۔ ثقافتی اثرات یا ثقافت پر اثرات کا جائزہ لینا اب ادبی تحقیق کا مرکز و محور ہے۔ تشریح و توضیح کا زمانہ گزر گیا۔ اب زمانہ ادبی بشریات، ادبی سماجیات، مخصری تجزیے و تاریخ اور ذہنیت کا مطالعہ کرنے کا ہے۔ آج ثقافت کی اصطلاح محض انسانوں کے مادّی سرمائے تک محدود نہیں بلکہ وسیع تر ہو کر ذہنی و تعقلی بالیدگی تک جا چکی ہے اور معاشرے کو ایک کُل کے طور پر دیکھ رہی ہے۔ اس لحاظ سے ادبی تحقیق ادبی مؤرخ کو محض دستاویز کے مطالعے کی طرف راغب نہیں کر رہی بلکہ اس عہد کی ثقافت کی چھان بین کو بھی ملحوظ رکھ رہی ہے۔ آج محض ادبی تاریخ ہی نہیں لکھی جا رہی جس میں صرف اصناف کے ارتقا کا بیان ہوتا ہے بلکہ یہ ثقافت کی علامت کے طور پر بھی پیش کی جا رہی ہے جیسا کہ ڈاکٹر ابن کنول نے اپنے مقالے ''بوستانِ خیال ایک مطالعہ'' میں کیا ہے، جس میں کسی ثقافت کا علم اور اس کے اثرات کی نشانیاں سامنے آئیں اور یوں ادبی تاریخ سماجی نظام کا متبادل ٹھہرے گی۔

اُردو میں بھی مستقبل کے تحقیق کار کو علمِ زبان اور علم ثقافت سے آگاہ ہونا ہوگا اور اپنے تحقیقی موضوع کو انھی حوالوں سے محدود کرنا ہوگا۔ چناں چہ لسانی اور ثقافتی مطالعے بھی نفسیات کی طرح ادبی تحقیق کے اعلیٰ سطحی کورسوں کا حصہ ہونا چاہئیں یا طالبِ علم کو سماجیات/عمرانیات کا بھرپور علم ہونا چاہیے۔ اُردو کے اعلیٰ سطحی نصاب میں علمِ زبان اور عمرانیات کو بھی اب علمِ تحقیق کے ساتھ ساتھ شامل رکھنا چاہیے۔

ماخذ:

۱۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، ''ادبی تحقیق کے اُصول''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1992ء۔

۲۔ عطش دُرّانی، ڈاکٹر، ''اُردو تحقیق (منتخب مقالات)''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 2003ء۔

۳۔ عطش دُرّانی، ڈاکٹر، ''مطالعاتی رہنما: اُصول تحقیق (زبان و ادبیات)''، اسلام آباد، شعبہ پاکستانی زبانیں و ادب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2004ء۔

۴۔ عطش دُرّانی، ڈاکٹر، ''جدید رسمیاتِ تحقیق''، لاہور، اُردو سائنس بورڈ، 2005ء۔

۵۔ عطش دُرّانی، ڈاکٹر، ''رسمیات اُردو تحقیق''، لاہور، اُردو سائنس بورڈ، 2008ء۔

۶۔ قاضی، عبدالقادر، ڈاکٹر، ''تصنیف و تحقیق کے اُصول''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1992ء۔

۷۔ گیان چند، ڈاکٹر، ''تحقیق کا فن''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 2002ء۔

۸۔ Altik, Richard D., John J. Fenstermaker, "The Art of Literary Research", (4th ed.), Norton New York, 1993.

۹۔ Easthope, Antomy, "Literary into Cultural Studies", Routledge, London, New York, 1991.

۱۰۔ Grabes, Herbert, "Literary History and Cultural History", Year Book of Literature, 2001.

۱۱۔ Harpham, Geoffrey Gali & Ansgar Nunning, "New Prospects in Literary Research", ed.by Koen Hilberdink, Royal Netherlands Academy of Arts and Sciences, Amsterdam, 2005.

۱۲۔ Saeed Edward, "Humanism and Democratic Criticism", Columbia University Press, New York, 2004.

O < ------ > O